We Provide The Standard

5

زندگی گزارنے کے آداب

ائمہ علیہم السلام کے ارشادات کی روشنی میں

خصال

شیخ الصدوق رح

AL-KISA®
PUBLISHERS
R-159 Sector 5-B/2 North Karachi, Uc-12, 75850

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

نام کتاب	خصال
مؤلف	شیخ الصدوق علیہ الرحمہ
تحقیق وتشریح	محمد باقر کمرہ ای
مترجم	عمران رجانی
مترجم تشریحات	ملیکہ خاتون کاظمی
تزئین وتصحیح	سید فیضیاب علی رضوی
کمپوزنگ	الکساء پبلیشرز (آرٹ ڈیپارٹمنٹ)
اشاعت اول	اکتوبر ۲۰۰۳، رمضان ۱۴۲۳
اشاعت دوئم	جولائی ۲۰۰۸، رجب ۱۴۲۹

AL-KISA®
PUBLISHERS
We Provide The Standard
R-150 Sector 5-B/2 North Karachi, Uc-12, 75850
Ph# 021-8205932 E-mail# Alkisapublishers@hotmail.com

امام جعفر صادقؑ کو یہ کہتے سُنا: بلاشبہ حاملینِ عرش آٹھ ہیں اور ان میں سے ہر ایک کی آٹھ آنکھیں ہیں اور ہر آنکھ دنیا کے برابر ہے۔ ہم سے بیان کیا محمد ابن حسن ابن احمد ابن ولیدؒ نے کہ محمد ابن حسن صفّار نے مُرسَل روایت بیان کی ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: حاملینِ عرش چار ہیں کہ جن میں سے ایک کی صورت بنی آدم کی مانند ہے جو اللہ سے اولادِ آدم کے لئے رزق طلب کرتا ہے، دوسرے کی صورت مرغے کی مانند ہے جو اللہ سے پرندوں کے لئے رزق طلب کرتا ہے، تیسرا شیر کی صورت کا حامل ہے جو اللہ سے درندوں کے لئے رزق طلب کرتا ہے اور چوتھے کی صورت گائے جیسی ہے جو اللہ سے چوپایوں کے لئے رزق طلب کرتا ہے اور جب سے بنی اسرائیل نے بچھڑے کی پرستش کی ہے گائے نے اپنا سر اوندھا کر لیا ہے۔ جب قیامت ہوگی تو ان کی تعداد آٹھ ہو جائے گی۔

(شرح: قرآن مجید میں سورۂ الحاقہ آیت ۱۷ میں جیسا کہ فرمایا گیا ہے **و یحمل عرش ربک فوقهم یومئذ ثمانیه**" اصل حاملین عرش کی تعداد آٹھ ہے۔ (ترجمہ آیت: ایسے دن یعنی روز قیامت پروردگار کے عرش کو آٹھ اپنے اوپر اٹھائے ہوں گے) یعنی اگر ہندوستانی بادشاہوں کی طرح کسی رواں تخت پر بیٹھے جسے کاندھوں سے اٹھایا جائے اور ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کیا جائے اور یہ پروردگار کے تخت کی عظمت و بڑائی کی طرف ایک کنایہ ہے۔ کہ جیسے تخت کو عموماً ایک دو اشخاص ہی اٹھا لیتے ہیں لیکن تختِ خدا اس قدر بڑا ہے کہ اس کو اٹھانے کے لئے آٹھ لوگ درکار ہیں۔ لیکن سوائے فرقۂ مجسمہ کے جو انتہائی قلیل تعداد میں ہیں بلکہ شاید اب ان کا خاتمہ ہی ہو چکا ہے تمام علمائے اسلام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہاں یہ معنی ہرگز مراد نہیں ہیں بلکہ یہ ان مقامات میں سے ہیں جیسا قرآن نے کنایہ سے کام لیا ہے اور اس کی بہترین توجیہ یہ ہے کہ ہم یہ کہیں کہ یہ روز قیامت خدا تعالیٰ کی عظمت وجلال کے اظہار کے لئے کنایہ ہے۔ اس لحاظ سے مفاد کلام یہ ہے کہ روز قیامت تیرا پروردگار عظیم عظمت وجلال کا مظاہرہ کرے گا اور اس اظہار عظمت وجلال کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ کوئی عرش، یا تخت، یا اس کے اٹھانے والوں کا ہونا لازم ہو کیونکہ کنایہ میں بلاغت وصحت کلام ہونا لازمی ہے اور وہ وہی ہے جو مقصود متکلم ہوتا ہے۔ اور تحت اللفظی مفہوم محض اس مقصود متکلم کو سمجھانے کے لئے ہوتا ہے۔

یا الفاظِ دیگر مفاد تحت اللفظی عام استعمال ہونے والی چیز سے ہو نہ کہ جدی (موروثی) معنی مراد ہوں اور وہ معانی مراد جدی کے ہی ہوں۔ اور وہی مرادِ جدی حقیقتاً کلام کی درستگی و نادرستگی اور سچ یا جھوٹ کی میزان ہے۔ نہ کہ مرادِ استعمال بلکہ کنایہ کے بارے میں تو یوں کہا جا سکتا ہے کہ مفادِ تحت اللفظی سے بھی مراد استعمال نہیں ہے اور اور حقیقتاً متکلم وہی مجازی معنی لینا چاہتا ہے جیسا کہ علماء بیان کرتے ہیں کہ اپنے اصل معنوں کے بجائے لفظ کا استعمال مجاز و کنایہ دونوں میں ہو سکتا ہے اور ان میں فرق یہ ہے کہ مجاز میں حقیقی معنی کے ساتھ کوئی قرینہ ایسا ہونا چاہیئے جو اس کی نفی کرے لیکن کنایہ میں نفی کا قرینہ ضروری نہیں اور وہاں حقیقی معانی پر محمول کرنا بھی درست ہے۔ اور معنی حقیقی پر محموم کرنے کے معنی ہیں کہ ممکن ہے کہ حقیقی معنی ہی اس میں موجود ہوں یا ممکن ہے کہ موجود نہ ہوں۔ مثلاً ہم کہیں کہ زید کثیر الرماد ہے (رماد راکھ کو کہتے ہیں یعنی بہیہ راکھ کر دیتا ہے) ہمارا مقصد یہ ہے کہ ہم اُسے سخی کہہ رہے ہیں یعنی بیان کا مقصود زید کی سخاوت ہے نہ کہ دونوں معنی، کیونکہ ممکن ہے کہ ظاہری طور پر اس کے اردگرد خاک ہو یا ممکن ہے کہ وہ بجلی کے آلات سے اپنی تمام ضروریات انجام دیتا ہو اور اس کے کارخانے میں راکھ کا نشان نہ ہو۔

چنانچہ ممکن ہے کہ جملہ میں قطعی کمی وزیادتی کے بغیر اس جملے سے حقیقی معنی ہی لیے جائیں اور اس وقت کنایہ ہونے کا موقع ساقط ہو جائے گا اور یہ مجاز کے بالکل خلاف ہے۔ جس میں قرینہ لازم ہونے کی صورت میں معنیٔ حقیقی کے بالمقابل اس کی ضدِ حقیقی سے مطابقت پیدا نہیں کی جا سکتی ہے۔ بہرحال جب ہم نے اس کو قیامت میں جلال حق کے اظہار کی عظمت کا کنایہ تسلیم کر لیا ہے تو پھر عرش اور اس کے حاملین کا ہونا شرط نہیں

دستورات واحکام اسلامی کی تشریح ہے اس صورت میں ارکان وحاملین عرش کے ایک اور معنی ہوجاتے ہیں کہ جوحق کی صفات کی مظہریت یا مقام صفات کے مناسب ہوں اور حاملین عرش کی یہاں علم وقدرت کی قوتوں اور دوسری صفات سے توجیہ کرنا بہتر ہوگا۔ اور شاید چار قسم کے فرشتے جو تورات وقران میں مشہور ہیں جیسے جبرئیل، میکائیل، اسرافیل، عزرائیل یہ وہی چار معنوی قوتیں ہونگی کہ جن کو ممکن ہے حاملان عرش یا ارکان عرش کا نام دیا گیا ہو۔

اس لحاظ سے یہ کہا جاسکتا ہے کہ قیامت کے دن حاملین عرش چار کے بجائے آٹھ ہوجائیں گے یہ مظاہر امکانی کے ظہور حق کی وحدت ثانیہ ہوگی کیونکہ اس موقع پر وجود کی قوتیں صعود کی انتہاء کو پہنچ کر انا الیہ راجعون کا مصداق بن جائیں گی۔ چنانچہ قافلۂ زندگانی جو چار حاملین عرش کے اوپر لدا ہوا چلا جارہا تھا اور سلطنتِ امکان میں رواں دواں تھا اب اس ترقی کی انتہاء کو پہنچ چکا ہوگا جو اس کا ہدف تھا اور ذات حق کے لئے ایک نئی تجلی ظاہر ہوگی گویا فیض ہستی دوچند ہوجائے گا۔)

(قوس صعود یعنی دائرۂ حیات انسانی روز افزوں ترقی کررہا ہے حتیٰ کہ روز قیامت کہ جب ہر شے اللہ کی طرف رجوع کرنے والی ہوگی۔ دائرۂ حیات کی بھی تکمیل ہوجائے گی۔ مترجم شرح)

﴿۴﴾ **جنّت کے آٹھ دروازے ھیں:** ہم سے احمد ابن حسن قطان نے روایت بیان کی، کہا: ہم سے احمد ابن یحییٰ ابن زکریا قطان نے روایت بیان کی، کہا: ہم سے بکر ابن عبداللہ ابن حبیب نے روایت بیان کی، کہا: ہم سے محمد ابن عبداللہ نے روایت بیان کی، کہا علی ابن حکم ابن ابان نے عثمان کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے محمد ابن فضیل رزقی سے، اس نے امام جعفر صادقؑ سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار امام باقرؑ سے، انہوں نے اپنے جد (ایک نسخہ میں حضرت علیؑ ہے) سے روایت نقل کی ہے کہ جنت کے آٹھ دروازے ہیں: ایک دروازہ وہ ہے جس میں سے انبیاء اور صدیقین داخل ہوں گے، ایک دروازہ وہ ہے جس میں سے شہداء اور نیکوکار بندے داخل ہوں گے اور پانچ دروازے ایسے ہیں جن میں سے ہمارے شیعہ اور ہم سے محبت کرنے والے داخل ہوں گے، پس میں صراط پر کھڑا ہوں گا اور دعا کرتے ہوئے کہوں گا: اے میرے پالنے والے، میرے شیعوں، محبوں، مددگاروں اور دنیا میں جنہوں نے ہم سے دوستی رکھی ان سب کو سلامت رکھ تو یکا یک باطن عرش سے ایک ندا آئے گی کہ یقیناً ہم نے تمہاری دعا سن لی ہے اور تمہارے شیعوں کو میں نے شفیع قرار دیا ہے۔ (اس کے بعد) میرا ہر شیعہ، مجھ سے دوستی رکھنے والا، میرا مددگار اور مجھ سے جنگ کرنے والوں کے ساتھ برسرپیکار ہونے والا اپنے فعل اور قول سے اپنے پڑوسیوں اور اقرباء میں سے ستر ہزار افراد کی شفاعت کرے گا۔ اور ایک دروازہ ایسا ہے کہ جس میں سے وہ دیگر تمام مسلمان داخل ہوں گے جنہوں نے یہ گواہی دی کہ 'نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ' اور ان کے دلوں میں ہم اہلبیتؑ سے ذرہ برابر بھی بغض نہیں تھا۔

میرے والدؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ہم سے سعد ابن عبداللہ نے احمد ابن ابوعبداللہ برقی کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے اپنے والد سے، اس نے احمد ابن نصر خزاز سے، اس نے عمرو ابن شمر سے، اس نے جابر جعفیؒ سے، انہوں نے امام محمد باقرؑ سے کہ اللہ سے حسن ظن رکھو اور باعمل بنو کہ جنت کے آٹھ دروازے ہیں کہ جن میں سے ہر دروازہ کا عرض چالیس (ایک نسخہ میں چار سو) سال کی مسافت ہے۔

﴿۵﴾ **یہ روا نہیں کہ گھر کی چھت آٹھ ھاتھ سے اُونچی ھو:** ہم سے محمد ابن ماجیلویہؒ نے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن یحییٰ عطار نے محمد ابن احمد ابن یحییٰ کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے عمران اشعری سے، اس نے محمد ابن عیسیٰ سے، اس نے ابو محمد